غیبت ـــــ اسلامی تعلیمات کی رُو سے

جناب شبیر احمد نورانی صاحب

(۲)

غیبت سُننا

اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی غیبت کرے تو شریعت کی نگاہ میں انتہائی قبیح اور گھناؤنا جرم ہے اسی طرح کسی کی غیبت سُننا بھی شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں کتاب وسنّت دونوں میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے:

— وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۔ (المومنون: ۳)

(جو لوگ لغویات سے اعراض کرنے والے ہیں)

— وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝ (الاسراء ۳۶)

(کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو، یقیناً کان، آنکھ اور دل و دماغ سب ہی کی باز پرس ہونی ہے)

— وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ

(القصص: ۵۵)

(اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سُنتے ہیں تو یہ کہہ کر اس سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں کہ ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال

تمہیں دور سے ہی سلام ہے، ہم جاہلوں کا سا طریقہ نہیں اختیار کرنا چاہتے)۔

۱۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر دریافت کیا، " مالک بن الدخشم کہاں ہے"؟ ایک آدمی نے کہا " وہ منافق ہے اُسے اللہ اور رسولؐ سے کوئی محبت نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا" ایسا مت کہو، تمہیں خبر نہیں کہ اس نے صرف اللہ کی رضا کے لیے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر اس آدمی پر آگ حرام کر دی ہے جس نے اس کی رضا کے لیے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہو"۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف غیبت کرنے والے بلکہ سننے والے کو بھی حکم دیا کہ وہ گدھے کی بدبودار لاش کھائیں کیونکہ جرم میں وہ دونوں برابر کے قصور وار ہیں۔

لہٰذا ایسے موقع پر ہر مسلمان کا فریضہ بن جاتا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا محافظ بن جائے اور حتی الوسع اپنے بھائی کا دفاع کرے جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث کی روشنی سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی عزت کا دفاع کیا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے کہ اُسے آگ سے بچالے۔

(مسند احمد)

۲۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُس کے چہرے سے آگ دور کر دے گا۔

(ترمذی)

۳۔ حضرت جابر بن ابی طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی حمایت ایسے موقع پر نہیں کرتا جہاں اس کی تذلیل کی جارہی ہو اور اس کی عزت پر حملہ کیا جارہا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حمایت ایسے موقع پر نہیں کرتا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہاں ہو۔ اور اگر کوئی شخص کسی مسلمان بھائی کی حمایت ایسے موقع پر کرتا ہے جہاں اس کی عزت پر حملہ کیا جارہا ہو اور اس کی تذلیل و توہین کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد ایسے موقع پر کرتا ہے جہاں وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے"۔

(ابوداؤد)

غیبت کرنے والے کا انجام حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ اور ایک دوسرا آدمی آپ کی بائیں طرف تھا۔ اچانک ہمارے سامنے دو قبریں آگئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب انہیں ایسی باتوں کی وجہ سے ہو رہا ہے جو بظاہر بہت بڑی نہیں ہیں مگر اللہ کے ہاں عذاب کے لحاظ سے وہ بہت بڑی باتیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو ایک شاخ لے کر آئے گا۔ ہم دونوں شاخ لینے کے لیے دوڑے اور میں آگے نکل گیا اور ایک شاخ لے کر آیا۔ آپ نے اسے دو ٹکڑے کیا اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا اور فرمایا: "جب تک یہ تر و تازہ رہیں گی ان کو کم عذاب ملے گا" اس کے بعد آپؐ نے فرمایا" ان میں سے ایک کو غیبت کرنے کی وجہ سے اور دوسرے کو پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے"۔

اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور بعض دیگر کتب میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا جس کے پاس مال و متاع نہ ہو۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا "میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی،

کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مار پیٹا ہوگا۔ چنانچہ اس کی ساری نیکیاں اُن میں سے ہر شخص کو اس کے حق کے مطابق بانٹ دی جائیں گی۔ اور اگر حقوق ختم ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اُن کی بُرائیاں لے کر اس کے ذمے ڈال دی جائیں گی۔ اور پھر اُسے آگ کے حوالے کر دیا جائے گا۔" (صحیح مسلم — الترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی۔ آپ نے ایک ایسے گروہ کو آگ میں جلتے دیکھا جو بدبودار لاشیں کھائے جا رہا تھا۔ آپ نے پوچھا "جبریل علیہ السلام! یہ کون ہیں"۔ انہوں نے کہا "یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبتیں کرتے تھے"۔

(مسند امام احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مجھے معراج ہوا تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرا، جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ اور اپنے سینوں اور چہروں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا! "جبریل یہ کون ہیں"؟ انہوں نے کہا "یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (غیبت کرتے تھے) اور ان کی عزت پر حملہ آور ہوتے تھے۔

(ابوداؤد)

غیبت کا کفارہ اگر کسی مسلمان سے اپنے بھائی کی غیبت سرزد ہو جائے تو اس کا کفارہ حسب ذیل ہوگا۔

۱۔ جس آدمی کی غیبت ہوئی ہے اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تو غیبت کرنے والا اس کے حق میں اس قدر استغفار کرے کہ اس کا دل مطمئن ہو جائے کہ میں نے اپنے بھائی کی حق رسی کر دی ہے۔ اور اگر وہ زندہ ہے اور یہ ممکن ہے کہ اُس سے معذرت کر لی جائے تو غیبت کرنے والا اُس سے معذرت کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: "جس کسی کے ذمے اس کے بھائی کا حق ہو وہ اسے اُس دن سے پہلے معاف کروالے جس دن نہ کوئی دینار ہوگا نہ درہم۔ وہاں اس حق کے بدلے میں اس سے اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو دوسرے کی بُرائیاں اُسے سونپ دی جائیں گی۔"

(بخاری و مسلم)

یہاں یہ گزارش کرنا ضروری ہے کہ جس طرح غیبت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اس بھائی سے، جس کی اس نے غیبت کی ہو، اپنے اس جرم کی معافی مانگے۔ وہاں اُس آدمی کے لیے بھی، جس کی غیبت کی گئی ہو، یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اس بھائی کو، جو اُس کے ساتھ زیادتی کے بعد اُس سے معافی مانگنے آیا ہے، معاف کردے۔ قرآن و حدیث دونوں میں اس بات کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔

چنانچہ سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ (الاعراف: ۱۹۹)

"نرمی و درگذر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ اُلجھو۔"

سورۂ آلِ عمران میں بندۂ مومن کی اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان فرمائی ہے:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (آل عمران: ۱۳۴)

"جو غصّے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کردیتے ہیں، ایسے نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے۔"

سورۃ الشوریٰ میں ارشاد ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (الشوریٰ: ۴۳)

"اور جو شخص صبر سے کام لے اور درگذر کرے تو یہ بڑی اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے۔"

سورۂ النور میں اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو معاف کرنے کو اپنی طرف سے معافی کا ذریعہ اور سبب قرار دیا۔

وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ (النور: ۲۲)

"انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگذر سے کام لیں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے۔ اور اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔"

قرآن مجید کی طرح احادیث میں بھی عفو و درگذر پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ یہاں پر نمونے کے طور پر چند احادیث دی جا رہی ہیں:

— حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ انکساری سے کام لوں۔ تم میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر جتلائے۔

(مسلم)

اور اس سلسلہ میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی:

— آپ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ البتہ حدود اللہ کی خلاف ورزی کرنے پر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ضرور سزا دی ہے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، بندہ اگر معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے مقامِ عزت عطا کرتا ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے انکساری کی اللہ تعالیٰ اُس کا مقام بلند فرماتا ہے۔" (مسلم)۔ اسی مفہوم کی حدیثیں متعدد دوسری کتب میں بھی موجود ہیں۔

غیبت کا جواز ــ صرف اضطراری حالت میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ غیبت صرف اضطراری حالت میں جائز ہے یعنی جب شرعاً اس کی ناگزیر صورت ہو اور یہ ضرورت اس کے بغیر پوری نہ ہو سکتی ہو۔ لہٰذا محدثین کرام نے ایک مسلمان کے لیے اضطراری حالات میں غیبت کی حسب ذیل شکلیں جائز قرار دی ہیں:

۱ ــ جب ایک مظلوم اپنی شکایات ظالم کے خلاف عدالت یا حاکم کے سامنے پیش کر رہا ہو۔

۲ ــ جب وہ بغرض اصلاح کسی فرد یا ادارے کی شکایات کسی ایسے فرد یا ادارے کو کر رہا ہو، جو اس کی اصلاح کر سکتا ہو۔

۳ ــ مفتی کے سامنے بغرض فتویٰ صورتِ مسئلہ پیش کر رہا ہو۔

۴ ــ جب وہ حدیث کے راویوں، مقدمہ کے گواہوں یا اہلِ تصنیف و تالیف کی کمزوریوں کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان سے بچنے کی تلقین کر رہا ہو۔

اسی طرح رشتے ناطے کے مشورے، کاروباری معاملے، امانتوں کے بارے میں اعتماد کی خاطر کسی کے بارے میں نامناسب بات کرنا بھی شامل ہے۔

۵ ــ ان لوگوں کے خلاف آواز بلند کرنا جو فسق و بدعت علی الاعلان کر رہے ہوں اور ان کی وجہ سے معاشرے کا دینی معیار تباہ ہو رہا ہو۔

۶ ــ افراد کا ایسا نام لینا جس سے وہ مشہور ہوں اگرچہ الفاظ نامناسب ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے اعمیٰ (اندھا)، اعمش (چندھا/بھینگا)، اعرج (لنگڑا) وغیرہ۔

اضطراری حالات میں غیبت کے جواز کی ان صورتوں کے لیے مندرجہ ذیل احادیث نبویؐ سے استدلال کیا گیا ہے:

۱ ــ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی ــــ آپ نے ارشاد فرمایا آنے دو، مگر وہ اپنی قوم کا بدترین فرد ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲ — ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فلاں فلاں آدمی ہمارے دین کو بالکل نہیں سمجھتے"۔ (بخاری)

۳ — حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ابوالجہم اور معاویہ رضی اللہ عنہما نے مجھے پیغام نکاح بھیجا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، معاویہؓ تو غریب آدمی ہے اور ابوالجہم کی لاٹھی ہمیشہ کندھے پر ہوتی ہے (یعنی وہ بہت مارتا ہے یا بہت سفر کرتا ہے)۔

۴ — حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ابوسفیان کی اہلیہ "ہند" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہے، وہ اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کے لیے پورا ہو، اِلّا یہ کہ اس سے خود بلا اطلاع لے لوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مناسب طریقے سے جتنا تجھے اور تیری اولاد کے لیے پورا ہو لے لیا کرو"۔ (بخاری ومسلم)

مسلمان بھائی کی خیر خواہی کا حقیقی تقاضا

غیبت کا باعث عام طور پر کسی بھائی سے ذاتی رنجش یا اس کی کسی شرعی خلاف ورزی کی بنا پر دینی حمیت ہوتی ہے۔ لہٰذا بجائے اس بھائی کی غلطی کو نامناسب طریقے سے اچھالنے کے (جس سے غلطی اور برائی کو تشہیر بھی ملے اور بھائی کی عزت بھی جائے) مناسب اور بہتر یہ ہے کہ اس سے براہ راست رابطہ قائم کر کے وضاحت طلب کی جائے اگر غلط فہمی ہوگی، تو ازالہ ہو جائے گا اور اگر واقعتاً اس سے خطا سرزد ہوئی ہے تو اس کو بہتر اور مناسب طریقے سے توجہ دلائی جائے وہ یقیناً اس پر شرمسار ہوگا۔ اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت چاہے گا۔ اگر کسی وجہ سے رابطہ ممکن نہ ہو تو کسی دوسرے صاحبِ اثر مسلمان بھائی کے ذریعے اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ خیر خواہی کا بھی یہی تقاضا ہے۔ خیر القرون سے دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں اور خالی الذہن ہو کر ان پر غور فرمائیں۔

حضرت ابوالدرداءؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ ان کے

پیچھے معذرت کے ارادے سے گئے، لیکن انہوں نے معذرت قبول نہ کی بلکہ دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوالدرداءؓ کا بیان ہے کہ ہم اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھتے ہی ہم سے فرمایا: "تمہارا یہ ساتھی نیکی میں آگے بڑھ گیا ہے" حضرت عمرؓ کو بھی اپنے کیے پر شرمساری ہوئی۔ وہ بھی آپؐ کی خدمت میں آئے، سلام کیا اور آپؐ کے پاس بیٹھ کر سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابوالدرداءؓ کہتے ہیں کہ آپؐ غصے میں آ گئے۔ جبکہ حضرت ابوبکرؓ مسلسل یہ کہے جا رہے تھے۔ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بخدا قصور میرا زیادہ ہے۔ آپؐ نے تکرار فرمایا "کیا تم میرے ساتھی سے درگزر نہیں کر سکتے" اُس نے میرا اس وقت ساتھ دیا جب تم نے جھٹلایا تھا ۔۔۔ الخ (رضی اللہ عنہم اجمعین) (بخاری کتاب التفسیر)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو صحابہؓ کو شدید صدمہ ہوا حتیٰ کہ بعض تو بالکل پریشان حال ہو گئے۔ میرا حال بھی یہی تھا۔ میں اسی حال میں تھا کہ حضرت عمرؓ گزرے اور سلام کیا جس کی مجھے قطعاً خبر نہ ہوئی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس شکایت کی۔ پھر وہ دونوں میرے پاس آئے اور سلام کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا بات تھی کہ تم نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا جواب نہیں دیا" میں نے کہا "میں نے تو ایسا نہیں کیا" حضرت عمرؓ نے جواباً کہا: "بخدا تم نے ایسا ہی کیا ہے" حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا "مجھے آپ کے گذرنے اور سلام کرنے کی قطعاً خبر نہیں" حضرت ابوبکرؓ نے کہا: عثمان تو سچ کہتا ہے ہاں تجھے اس اہم معاملے نے (وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے بے خبر کر دیا تھا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسند الامام احمد)

آخری گذارش | قارئین کرام! اس ساری بحث میں کوشش یہی کی گئی ہے کہ آیات مبارکہ اور سنت ثابتہ کو من وعن بلا تبصرہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ تاکہ آپ علی وجہ البصیرۃ اس پر صدق دل سے عمل کر سکیں۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور آگ کی سزا سے محفوظ کر دے۔ آمین یا رب العلمین